ان من الشعر لحکمۃ و ان من البیان لسحرا

ایں نسخہ کہ کتاب لاجواب است در سخن و سخنوری و دلیل فن شاعری

فریاد داغ

نتیجۂ کلک گوہر سلک استاد مسلم بلبل ہندوستان جناب نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

منشی محمد علی مالک الاخبار باہتمام محمد عظیم اللہ
بمطبع مالک الاخبار مرادآباد طبع شد

بار سوم دو ہزار جلد
قیمت فی جلد عہ

ملخص تسلیم (معروف بہ) نقش اول

۱۳۰۰ھ

اہل سخن کو بشارت ہو کہ فن تاریخ گوئی مین ایک ایسی نادر کتاب زیر طبع ہی کہ اوسکی نظیر آجتک عرصۂ وجود مین ظاہر نہ ہوئی
اگرچہ چند کتابین اس قسم کی چھپ چکی ہین کہ اونمین ہر عدد کے الفاظ لکھے گئے ہین مگر اسوقت تک کسی استاد کامل کی کوئی کتاب
اس فن مین چھپکر شائع نہین ہوئی تھی اور یہ امر ظاہر ہی کہ کوئی کام اسوقت تک درست نہین ہوتا جبتک کسی استاد کامل کے ہاتھ
سے نہ نکلے فی الحال ایک کتاب **ملخص تسلیم** معروف بہ نقش اول چھاپنے کا اہتمام کیا گیا ہی۔ یہ کتاب جناب استاد
سخنوری بادشاہ اقلیم معنی پروری جناب منشی انوار حسین صاحب **تسلیم** سہوانی مرحوم و مغفور استاد مشہور کی لکھی
منشی صاحب نے اسکو ایسی نفیس اور سلیس فارسی زبان مین لکھا ہی جسکو مبتدی بھی بہت آسانی سے سمجھ سکتے ہین منشی صاحب
باذوق فارسی دیکھنے کے لائق ہی۔ اول اس مین بہت فوائد ضروری اس فن کے بیان کیے گئے ہین پھر بہت سے اقسام
تاریخی ہر قسم کی جو اساتذہ نے نکالے ہین وہ بھی لکھے گئے ہین جنکو دیکھکر اہل سخن کو کمالات اساتذہ کے ظاہر ہو گئے
مادے اس مین ایسے پر لطف ہین کہ گویا حد اعجاز تک پہنچے ہین درحقیقت ان تاریخون کو دیکھکر مبتدی کو اس فن مین بڑی آسانی
ہو جاتی ہی اور جو شخص کچھ مہارت اس فن مین رکھتا ہو وہ انہین تاریخون مین کمی و بیشی کرکے زمانہ حال کی تاریخین نکال
تعمیہ اور تخرجہ وغیرہ اقسام تاریخ کے تمام نکات اور اسکی مثالین بہت تفصیل سی مذکور ہین صوری و معنوی تاریخین [illegible]
اور اسکے بعد مبادی الاعداد [illegible] الفاظ ابتدای ایک سے لیکر اٹھارہ سو تک جو ضروری کارآمد اس فن کی ہین عربی اور فارسی اور اردو کی اس
کثرت سے جمع کی ہین کہ طالب کو حصول مادۂ تاریخ مین نہایت سہولت ہوتی ہے علاوہ اسکے بڑی عمدہ بحث یہ لکھی ہی کہ الف
ممدودہ اور یائے موحدہ اور تائے فوقانی اور کاف تازی اور نون اور واو اور ہا اور ہمزہ اور یا وغیرہ بعض
کے اعداد مین جو مورخین کا اختلاف ہی اسکی تحقیق بہت اچھی طرح کی ہی اور ہر ایک قسم کی مثالین تاریخ کی کلام اساتذہ کی
مولف علیہ الرحمۃ نے دیباچہ مین یہ بھی ظاہر کیا ہی کہ اول ان الفاظ کی ترتیب استاد مشہور ذہنی یزدی نے کی تھی
بعد سخنور کامل کلیم ہمدانی نے اسپر اضافہ کیا پھر میرزا عبد القادر بیدل نے اسپر بہت الفاظ مفرد اور مرکب کا
دہ چند کر دیا۔ پھر منشی ریاض الدین جد مولف نے اسپر اضافہ کیا۔ یہ سب نسخے مولف مبرور کے کتب خانہ مین الحال
آتے تھے اور مطبوع نہ ہونے کی وجہ سے کسی کو میسر نہ تھے مولف مبرور نے بھی اونپر اسیقدر اضافہ کیا اور اپنی طبع زاد
ایسے ایسے عجیب اختراعات کیے ہین کہ اب یہ نسخہ درحقیقت اس فن کا مخزن ہو گیا اور ظاہر ہی کہ جب اوسکی ترتیب ایسے
نے کی ہی تو وہ کتاب کیسی لاجواب اور عزیز الوجود ہوگی۔ سوا اسکے عالی خیال مولف نے زمانہ حال کے موزونون کی
کو بھی اس کتاب مین آئینہ کر دکھایا ہی۔ فی الحال یہ کتاب مطبع نیر اعظم مراد آباد مین زیر طبع ہی۔ جو صاحب اسکی پیشگی قیمت
فرمائینگے اونکے پاس مع محصول معمول کاغذ ... لئے جائینگے اور وعدہ یہ ہے کہ جب چار جز چھپ جائینگے
پاس پہنچ جائینگے اسی طرح تمام کتاب پہنچے گی اور بعد تیاری کتاب کے دو روپیہ (عه) قیمت ہوگی اور
کاغذ پیشگی (عه) اور بالعبد دو روپیہ آٹھ آنہ (عه) ہوگی۔

المشتہر محمد امجد علی مالک اخبار نیر اعظم مراد آباد



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد ہے عشق آفرین کے لیے | نعت ہے ختم مرسلین کے لیے
السلام اے چہار یار کبار | السلام اے ائمۂ اطہار
مدح نواب نامدار کرون | جان قربان دل نثار کرون
حاجی و زائر خدا آگاہ | شاہ درویش خوی و ظل اللہ
وہ رئیس دلاور اختر ہند | وہ مخاطب مشیر قیصر ہند
قیصر ہند سے مشیر خطاب | اور فرزند دلپذیر خطاب
اس سخی کا ہے کام دینے کا | اسکے دینے سے نام دینے کا
کیا خزانہ بھرا پڑا پایا | دل خزانہ سے بھی بڑا پایا
سو ہنر ایک بات مین دیکھے | سو ہنر ایک ذات مین دیکھے

سند آرائے رامپور رہین — تاقیامت مرے حضور رہین

ہے عجب شہر مصطفی آباد — اسکو کہنا مرے خدا آباد

سب اسے رامپور کہتے ہین — ہمتو آرام پور کہتے ہین

خیر نواب کی مناتے ہین — جسکا کھاتے ہین اسکا گاتے ہین

صفت عشق

خوبیان عشق کی بیان کرون — کچھ طبیعت کا امتحان کرون

سب نے کی ہین برائیان اسکی — مین نے لکھین بھلائیان اسکی

دل بنا ہی اسی مزے کے لئے — مین نے یہ لطف جان دیکے لئے

عشق تاب و توان عاشق ہے — جان عاشق نشان عاشق ہے

عشق ہی آرزوے عاشق ہے — آرزو آبروے عاشق ہے

عشق نعمت ہے آدمی کے لئے — عشق جنت ہے آدمی کے لئے

دل اسی سے جوان رہتا ہے — مرمٹون کا نشان رہتا ہے

عشق کا داغ غیرت گل ہے — دود فریاد رشک سنبل ہے

عشق کیا کیا بہار دیتا ہے — یہ دلون کو ابھار دیتا ہے

بزدلون کو دلیر کرتا ہے — یہ دلیرون کو شیر کرتا ہے

عشق سے کسکا زور چلتا ہے — اس سے رستم کا دم نکلتا ہے

خاک سے عشق پاک کرتا ہے — زندہ وہ ہے جو اس مین مرتا ہے

شیوهٔ خاص ہے یہ عام نہیں
جو نکمّے ہین اُنکا کام نہیں

اس سے گمنام نام پاتے ہین
اس سے ناکام کام پاتے ہین

یون ہو مشہور قیس سا قلّاش
یون ہو مشہور ایک سنگتراش

عشق کے نام پر نثار ہون مین
اس کے انجام پر نثار ہون مین

عشق کا درد راحتِ جان ہے
عشق کا زہر آبِ حیوان ہے

یہ ہے ٹکسال نقدِ جان کے لئے
یہ کسوٹی ہے امتحان کے لئے

اس سے دل کا چراغ روشن ہے
آنکھ روشن دماغ روشن ہے

عشق سے ہی ہے طبیعت گرم
شعلہ رُویون کے ساتھ صحبت گرم

عشق کے کھیل ہمنے کھیلے ہین
سو پر بیزار ہم اکیلے ہین۔

عشق کے لُطف ہمنے پائے ہین
کیا کہین کیا مزے اُڑائے ہین

عشق سے دل گداز ہوتا ہے
ناز مین بھی نیاز ہوتا ہے

سو وہ آئین ہین اک کسک اسکی
سو ادائین ہین اک لٹک اسکی

یہ ہے معشوق نوجوانون کا
یہ ہے محبوب رازدانون کا

عشق سے آدمیت آتی ہے
آدمی کو مروّت آتی ہے

عشق سب بل نکال دیتا ہے
عشق سانچے مین ڈھال دیتا ہے

ہے معلم ہزار مجنون کا
سبق آموز ہے فلاطون کا

عشق کا لطف زندگانی ہے
زندگی کا مزا جوانی ہے

عشق عاشق کو جستجو آتا ہے | عشق جنت میں لیکے جاتا ہے
عشق ایمان ہے خدا رکھے | یہ مری جان ہے خدا رکھے
عشق باطن ہو عشق ظاہر ہو | اس سے توبہ کرے تو کافر ہو
نالۂ عشق نغمۂ نے ہے | اثرِ عشق نشۂ مے ہے
اس سے دل کو سرور ہوتا ہے | اس سے نشہ میں چور ہوتا ہے

ساقی نامہ

ساقیا میں اگر دعا مانگوں | تو بجز مے کے اور کیا مانگوں
یہ دعا اور کامیاب نہو | یہ دعا اور مستجاب نہو
یہ دعائیں قبول ہو جائیں | پارسائی کے پھول ہو جائیں
منھ سے نالے اگر نکالوں میں | خُمِ گردوں کو چھید ڈالوں میں
دُردِ مے سطحِ خاک یکسر ہو | کرۂ نارِ آتشِ تر ہو
موجزن ہو وہ بادۂ گلگوں | بطِ مے کی طرح پھرے گردوں
خُمِ گردوں سے آئے چھن کے شراب | ساقیِ مے ہو چادرِ مہتاب
خُمِ مے آسمان ہو جائے | میکدہ ہر مکان ہو جائے
نمکِ شور قند کا ہو جواب | سرکہ پہ ہو یقینِ بادۂ ناب
کانِ مے ہی حباب ہو جائے | آبِ قلزم شراب ہو جائے
مہ انور لبانِ ساغر ہو | ہالۂ مہ دہانِ ساغر ہو

ساغرِ بادہ آفتابِ تابان
بیل انگور کی ہو کاہکشان

گل مین ہو رنگ ساغرِ مُل کا
شورِ قلقل ہو نالہ بلبل کا

گر یہ شمع بھی ہو مستانہ
گرے مستونکی طرح پروانہ

محتسب شوق سے ہو مے آشام
لبِ قاضی پہ وشربو ہو مدام

رات دن شغل مے پرستی ہو
ساری دنیا ہو اور مستی ہو

مردمِ دیدہ تک شرابی ہو
آنکھ پیدا ہو تو گلابی ہو +

خوف کیسا کہانکی بے ادبی
انتہا کی ہے مجھکو تشنہ لبی

کس کو اندیشہ گنہگاری +
اور ہی شے ہے رحمتِ باری

مے گلفام کے مزے لوٹین
ساغر و جام کے مزے لوٹین

اس پری کی ہے حور کی صورت
ہے یہی نار نور کی صورت

وہ ہین مست شراب کی باتین
کھولدے سو حجاب کی باتین

نالہ جگر سوز در بیان ناوک فگنی عشق سینہ دوز

دوستو حالِ غم کہون نکہون
ماجرائے ستم کہون نہ کہون

مختصر واردات کہتا ہون
سو کی مین ایک بات کہتا ہون

مدتون مین نے خونِ دل کھایا
دل لگانے کا خوب پھل پایا

ان بتون کو نہ مانتا تھا مین
انکو پتھر کا جانتا تھا مین

دل ستایا ہوا ہزاروں کا
داغ کھایا ہوا ہزاروں کا

خوب تکلیف عشق پائے ہوئے
بیوفاؤں سے رنج اٹھائے ہوئے

نہ بٹھاؤں پری کو صحبت میں
حور ہو تو نہ جاؤں جنت میں

عشق کے دام سے رہائی تھی
پارسائی سے پارسائی تھی

چپکے چپکے نہ شب کو روتے تھے
چین سے اپنی نیند سوتے تھے

طبع بشاش تھی ملال نہ تھا
کسی محبوب کا خیال نہ تھا

اب کسی سے نہ دل لگائینگے ہم
عہد پر عہد تھا قسم پہ قسم

دل لگی سے رہا بدل انکار
لاکھ توبہ ہزار استغفار

ان بتوں سے مجھے بچائے خدا
حاصلِ دین نہ حاصلِ دنیا

ان بتوں کو ہی بلا چاہے
میں نہ چاہوں اگر خدا چاہے

توبہ کرلی پیام سے میں نے
ہاتھ اوٹھایا سلام سے میں نے

اس پیام وسلام سے نفرت
تھی محبت کے نام سے نفرت

گو طبیعت تو گدگداتی تھی
پر کسی سے نہ میل کھاتی تھی

آگ لگ جائے اس محبت کو
چھیڑ کی دیر تھی طبیعت کو

عشق مدت سے تھا جو ناپیدا
اس نے پھر ولولہ کیا پیدا

بجھ گیا تھا چراغِ رسوائی
پھر ہوا تازہ داغِ رسوائی

موت کی شکل پھر نظر آئی
چوٹ مدت کی پھر ابھر آئی

پھر ہوئیں دل میں حسرتیں آباد
نالے دینے لگے مبارکباد

پھر ہوا شوق جبہ سائی کا
پھر چلا رنگ آشنائی کا

صبر یاروں کا یار تھا نہ رہا
جبر پر اختیار تھا نہ رہا

آتشِ غم سے داغ پھنکتا ہے
کون اس دل جلے کی سنتا ہے

نہیں چھٹتی ہے لاگ اُلفت کی
نہیں بجھتی ہے آگ اُلفت کی

دل کو یہ لاگ چاک کرتی ہے
دل کو یہ آگ خاک کرتی ہے

آہ سے بھی شرر برستے ہیں
نفسِ سرد کو ترستے ہیں

کیا ٹھکانا ہے آتشِ غم کا
سینہ اک طبقہ ہے جہنم کا

سوزِ پنہاں سے جان جلتی ہے
اُف کیے سے زبان جلتی ہے

خانۂ دل میں داغ روشن ہے
رات دن یہ چراغ روشن ہے

ہے قیامت کا سوز داغِ جگر
نارِ دوزخ ہے جسکی خاکستر

لب پہ ہر دم جلے بھُنے نالے
پڑ گئے ہیں زبان میں چھالے

جل گیا جب کسی سے بولے ہم
پھوڑتے ہیں جلے پھپھولے ہم

حسرت آتی ہے اپنی حالت پر
پڑیں پتھر بتوں کی چاہت پر

اب وہ دُکھ درد روز بھرتا ہوں
اُس زمانہ کو یاد کرتا ہوں

گرفتار شدنِ دل در پیچ و محن و دام گستری پری پیکر از زلف پُرشکن

آگیا بے نظیر کا میلا ٭ دل پابند وضع کھل کھیلا
آفت جان ناتوان دیکھی ٭ یک بیک مرگ ناگہان دیکھی
جلوہ دیکھا جو طلعت کا ٭ سامنا ہو گیا قیامت کا
دیکھکر اس پری شمائل کو ٭ رہگیا تھام تھام کر دل کو
دل کو مین ڈھونڈھتا رہا نہ ملا ٭ آنکھ ملتے ہی پھر پتا نہ ملا
رنگ چہرے سے اڑ گیا کوسون ٭ دل سے مین مجھسے دل جدا کوسون
آبرو کا لحاظ و پاس کسے ٭ ہوش مین آؤن یہ حواس کسے
یار و غمخوار و مونس و ہمدم ٭ کہہ رہے تھے تجھے خدا کی قسم
داغ تو ماجرا بیان تو کر ٭ تجھکو کیا ہو گیا بیان تو کر
کیون ہے ایسا اداس خیر تو ہے ٭ کیون اڑے ہین حواس خیر تو ہے
سوچ اپنا برا بھلا دیکھو ٭ دیکھو نواب میرزا دیکھو
شمع سان جسم زار گھلتا تھا ٭ پر کسی پر نہ بھید کھلتا تھا
جستجو مین بڑے بڑے عیار ٭ نہوا کوئی واقف اسرار
ہمنشین و ندیم مضطر تھے ٭ سب طبیب و حکیم مضطر تھے
رنج سا رنج تھا حسینون کو ٭ داغ سا داغ تھا حسینون کو
منہ پر ہر اک کے اشک بہتے تھے ٭ ہاتھ ملتے تھے اور کہتے تھے
اسطرح کا فہیم و فرزانہ ٭ اے تری شان یون ہو دیوانہ

اس کا قابو سے دل نکل جاے ‏— ہے غضب اسپہ چال چل جاے

یہ ہر اک فن سے خوب واقف تھا ‏— دوست دشمن سے خوب واقف تھا

ہم سمجھتے تھے ہوشیار اسے ‏— عشق مین آزمودہ کار اسے

سیکڑون رنگ اس نے برتے ہین ‏— نام سے ان کے عشق کرتے ہین

یہ وفادار خجستہ شعار ‏— صادق القول صادق الاقرار

کسنے بیہوش کر دیا اس کو ‏— کسنے خاموش کر دیا اس کو

کہین آئی ہوئی طبیعت ہے ‏— چوٹ کھائی ہوئی طبیعت ہے

اک نظر دیکھ بھال کر کوئی ‏— لے گیا دل نکال کر کوئی

حال کیا بدل گیا اس کا ‏— کیا کلیجہ نکل گیا اس کا

صلح کل ہے یہ آدمیت مین ‏— خیر سے شر نہین طبیعت مین

خوش بیان خوش زبان کہان ایسا ‏— فخر ہندوستان کہان ایسا

کس دغاباز نے اسے مارا ‏— کس فسون ساز نے اسے مارا

کس قیامت نے پایمال کیا ‏— سحر بنگالہ نے حلال کیا

وہ پری چہرہ کیا قیامت ہے ‏— داغ سے شخص کی یہ حالت ہے

اس بلا سے نکالنا اس کو ‏— یا الٰہی سنبھالنا اس کو

صفت معشوق آفت جان و غارت گر دین و ایمان

مجھکو اس حال پر نظر ہی نہ تھی ‏— دین و دنیا کی کچھ خبر ہی نہ تھی

عشق نے تازہ روپ بدلا تھا   مین بھی سینے مین اک تماشا تھا
میلے والون مین دھوم تھی میری   خوش جمالون مین دہوم تھی میری
ہوش آیا تو مین نے کیا دیکھا   اک پری چہرہ خوش ادا دیکھا
رخ سے ظاہر تھا نور کا عالم   اور اوسپر غرور کا عالم
جبھی جبتی بھوون کی وہ تحریر   کیون نہ دل اُس لکیر پر ہو فقیر
چشم خون ریز وہ فساد انگیز   جسکا شانا گرد فتنۂ چنگیز
گردن اُسکی ہے وہ صراحی دار   ہو صراحی بھی دیکھکر نثار
ایسے تھے وہ دونون قبۂ نور   شیشۂ دل ہو جنسے چکنا چور
گات بانکی بدن سڈول تمام   فتنہ قد فتنہ چشم فتنہ خرام
نگہ مست ہوشیاری سے   لڑنے والی چھری کٹاری سے
لب پان خوردہ پر مسی کی دھڑی   دل بیمار پر تھی رات کڑی
جوش پر بادۂ جوانی ہے   یہی چاہ ذقن کا پانی ہے
سج دہج آفت غضب تراش خراش   کسی اچھوکی دل ہی دل مین تلاش
وہ اُٹھکتی ہوئی نظر آہا   وہ بچکتی ہوئی کمر آہا
تشنۂ حسن کی ترنگ غضب   نوجوانی کی تھی اُمنگ غضب
شوخیان ہین حجاب مین کیسی   لنترانی جواب مین کیسی
اُف رے عہد شباب کی مستی   بے پئے ہے شراب کی مستی

ہائے تیرا کلام مستانہ
گرتے گرتے کبھی سنبھل جانا
کبھی منہ پر نقاب کاکل ہے
کبھی سائے سے اپنے ڈر جانا
آئینے سے نگاہیں لڑتی ہیں
کبھی کچھ تیوری میں بل دینا
آئینے سے نظر چرا جانا
اپنے سائے سے پوچھنا تو کون
بھولے پن میں ہزار گھاتے ہیں
ہے نرالی ادا زمانے سے
اک قیامت کی چال چل جانا
ہر کسی کو نظر میں رکھ لینا
دل کو نظروں میں تول لیتے ہیں
حسن کی آن تان ہائے غضب
ناز جلوے دکھائے جاتا ہے
رقص طاؤس باغ سے اچھا
جسطرف اٹھ گئی وہ شوخ نگاہ

ہائے تیرا خرام مستانہ
ادھر آنا ادھر نکل جانا
کبھی منہ پھیر کر تغافل ہے
کبھی کچھ بانکپن بھی کر جانا
خود بخود بھنوئیں بگڑتی ہیں
کبھی آنکھیں دکھا کے چل دینا
آپ اپنے سے شرم کھا جانا
ہے مرے ساتھ دوسرا تو کون
اک خموشی میں لاکھ باتیں ہیں
روٹھنا اور بھی منانے سے
دل چھلاوے کی طرح چھل جانا
خوب کھوٹا کھرا پرکھ لینا
مشتری کو وہ مول لیتے ہیں
بے نیازی کی شان ہائے غضب
حسن چہرے پہ چھائے جاتا ہے
شعر کا لطف داغ سے اچھا
شور اٹھا کہ بس خدا کی پناہ

ادھر اظہار درد ہجر فراق — اور اودھر گفتگو تڑاق پڑاق

کہہ دیا دل کا حال باتوں میں — نہ رہا کچھ خیال باتوں میں

نرم باتیں کبھی نزاکت سے — گرم فقرے کبھی شرارت سے

مفت دل لیکے نقد جان لینا — باتوں باتوں میں امتحان لینا

دل صفائی سے آشنا ہی نہیں — بدگمانی کی انتہا ہی نہیں

جانب در جو بھول کر دیکھا — اوسکو سمجھا وہم کیوں اودھر دیکھا

کیا ہو ایسے کے وصل کی تدبیر — جو نہ رہے میرے خواب کی تعبیر

سادگی میں بناوٹیں کیا کیا — اوکھڑی اوکھڑی لگاوٹیں کیا کیا

شعبدے لاکھ آفت کے — فقرے چلتے ہوئے قیامت کے

کچھ اشاروں سے مدعا کہنا — منہ ہی منہ میں برا بھلا کہنا

بھولی بھولی وہ پیار کی باتیں — شوخیاں اعتبار کی باتیں

کبھی چبھتی ہوئی سنا دینا — سن کے تعریف مسکرا دینا

سخن ناصواب کہہ دینا — مجھکو خانہ خراب کہہ دینا

کبھی دھمکی یہ دی کہ سمجھیں گے — کبھی گردن ہلی کہ سمجھیں گے

مفت الزام میرے سر دھرنا — بے خطا بے قصور لے مرنا

وعدہ کرتے ہی مسکرا دینا — چٹکیوں میں مجھے اوڑا دینا

سیکڑوں بات بات میں گھاتیں — میٹھی چھریاں وہ رس بھری باتیں

پتلے ہونٹون مین کچھ تبسم بھی / مجکو کہنا کہ ٹھہرو تم بھی

ہائے وہ قدردانیان اوسکی / ہائے وہ مہربانیان اوسکی

ایک اک دم مین سو مداراتین / لطف اوسکے دن وہ عیش کی راتین

ہر کسی سے اک التفات کی بات / لطف کا لطف اور بات کی بات

سو اگر ہین کسی سے کام نہین / پر کوئی شاکی کلام نہین

وضع کے ہو خلاف کیا مقدور / ایک سو لاکھ تک نہین منظور

لوگ جو انجمن مین آتے تھے / پھلے پھولے چمن مین آتے تھے

سنکے اوس خوش کلام کی تقریر / سبکو حیرت تھی صورت تصویر

دیکھکر اوس کے روئے انور کو / آئے بیٹھے اوٹھے گئے گھر کو

کبھی شعر و سخن کا چرچا تھا / کبھی اپنے وطن کا چرچا تھا

بات کٹتی ہنسی خوشی کیا کیا / ہوتی رہتی کھلی ڈلی کیا کیا

جان نوازی پر اوسکو ناز بھی تھا / بے نیازی مین کچھ نیاز بھی تھا

خانہ دوست عیش خانہ تھا / ہائے کیا دن تھے کیا زمانہ تھا

ستم و جور کا گلا کیجے + / لطف قاتل نے تو کیا کیجے

شکوہ ہوتا ہے خود پسندون سے / کیا شکایت نیازمندون سے

کون کہتا ہے ناز نے مارا / مجکو اوس کے نیاز نے مارا

دیکھکر یہ ادائین آنکھون سے / کیون نہ لوٹون مین بلائین آنکھون سے

آسمان صدقے ہونے والوں مین
یہی انداز قہر کرتے ہین
ایسے پھندے سے دل ہوگیا آزاد
خوب رو کا شکایتوں سے مجھے
وہ بھلے جو جفائین کرتے ہین
دل پھنسا ہے وفا کے پھندے مین
عیش یہ آسمان نہ دیکھ سکا ہو
گردش روزگار اور ہوئی

فتنۂ حشر پائمالون مین
آدمی کیا فرشتے مرتے ہین
یاد آیا ہے مطلع اوستاد
اُس نے مارا عنایتوں سے مجھے
وہ بُرے جو وفائین کرتے ہین
آگیا کس بلا کے پھندے مین
چار دن شادمان نہ دیکھ سکا
شکل لیل و نہار اور ہوئی

رفتن معشوق بدیار خویش و آہ وزاری عاشق سینہ ریش

آگئی ہجر کی گھڑی سر پر
اُسکے لب پر پیام رخصت کا
قصہ ٹھیرا وطن کے جانے کا
حسرت آلودہ وہ نگاہین تھین
بات دل کی نہ لب تک آتی تھی

یہ بلا جھیلنی پڑی سر پر
میرے دل مین مقام حسرت کا
رنگ بدلا نیا زمانے کا
شرر آمیز میری آہین تھین
فکر مین آئی عقل جاتی تھی

شکل کا کل مجھے پریشانی — شکل تصویر اوسکو حیرانی
سنکے رخصت کا نام روتے تھے — سب وہان خاص و عام روتے تھے
ٹھہرے عہد وفا جو آپس مین — کھائین باہم ہزارہا قسمین
رسم الفت کے ہو گئے اقرار — خط کتابت کے ہو گئے اقرار
شکر مہر و وفا کیا مین نے — بخشوایا کہا سنا مین نے
گو یہ بندہ وفا کا بندہ ہے — آدمی پھر خطا کا بندہ ہے
اس نے مجھسے کہا یقین مانو — اک سر مو نہ فرق تم جانو
جی نہین چاہتا ہے جانے کو — پر چلے ہین قلق اوٹھانے کو
ہم کو کچھ آرزوے مال نہین — اسکا واللہ کچھ خیال نہین
زر سے معمور ہے ہمارا شہر — کونسا دوسرا ہے ایسا شہر
ہے حکومت کی شان کلکتہ — سلطنت کا نشان کلکتہ
انتخاب زمان ہے کلکتہ — فخر ہندوستان ہے کلکتہ
ہمسو ہو گئے ہین آدمیت کے — آدمیت کے ساتھ الفت کے
لیے وسیون سے بھی نہین ملتا — داغ سا آدمی نہین ملتا
میری تسکین اسنے کی ہی بہی — یہ تسلی مجھے دے ہی بہی
آتے جاتے ہین سب خدائی مین — مر نہ جانا مری جدائی مین
جان سی چیز یون نہین کھوتے — اسقدر پھوٹ کر نہین روتے

جبکہ رنج و ملال ہوتا ہے
سچ ہی ایسا ہی حال ہوتا ہے

زندگی شرط ہے تو آئیں گے
لطف صحبت کے پھر اوٹھائیں گے

دل سے نزدیک ہم ہیں دور نہیں
اسقدر دور رامپور نہیں

یاد رکھنا ہمیں یہ یاد رہے
اسی صورت سے اتحاد رہے

مصرعہ میر پڑھ کے فرمایا
پھر ملیں گے اگر خدا لایا

وہ تو ہولے سے آہ بھر کے اوٹھے
اور ہم بیقرار ہو کے اوٹھے

جب وہ ایک ایک سے چلے ملکر
خوب روتے مرے گلے ملکر

اودھر اوس مہمان کی رخصت
تھی ادہر میری جان کی رخصت

ساتھ اوسکے مری نگاہ گئی
جب نگہ تھک گئی تو آہ گئی

روح کہتی تھی مجھکو دو رخصت
دل پکارا کہ میں بھی لو رخصت

دل جگر دونوں تھرتھراتے تھے
پانو چلنے میں لڑکھڑاتے تھے

ضعف سے چل سکا نہ چار قدم
اک قدم راہ تھی ہزار قدم

اشک آنکھوں میں اور لب پہ دم
جان جانے کو مستعد ہر دم

صبر گھبرائے کب ٹھہرتا ہے
سب سے پہلے سلام کرتا ہے

کوئی کھیل نہیں نظر بازی
نام اس کھیل کا ہے سربازی

پہلے تھا اشتیاق کا صدمہ
اب اوٹھایا فراق کا صدمہ

آگئی ہجر کی اندھیری رات
قبر کی رات تھی وہ میری رات

رات گذری مجھے دعا کرتے
تھک گیا منہ خدا خدا کرتے
کسقدر مضطرب مرا دل تھا
دل نہ تھا اُف نصیب بسمل تھا

دربیان حالت ہجران ناہنجار وگلہ فلک کجرفتار

اے فلک داد خواہ ہون تجھسے
طالب رشک ماہ ہون تجھسے
یہ ستم دیکھ اور مجھکو دیکھ
یہ الم دیکھ اور مجھکو دیکھ
وہ نکیلی ادائین دہیان مین ہین
وہ سُریلی صدائین کان مین ہین
گر نہین وصل یار جانی کا
لطف کیا ایسی زندگانی کا
ہجر باعث ہو خستہ جانی کا
ہجر دشمن ہو زندگانی کا
ہجر سے زخم جانستان بہتر
ہجر سے مرگ ناگہان بہتر
ہجر دنیا سے لیکے جاتا ہے
عاقبت خاک مین ملاتا ہے
دم پہ بنتی ہے ہجر کے غم سے
اسکو پوچھو جناب آدم سے
تیرگی ہے جو یہ شب غم مین
ہے سیہ پوشش میری ماتم مین
موئے سر کھول کر شب ہجران
اشک شبنم سے صبح تک گریان
اس سیاہی مین کیا سحر ہو نمود
گھر گیا دود آتش نمرود
دیکھکر آہ آتشین کی شدت
دانت پیسا کیے بہت حسرت
داستان گو ہے نالۂ شبگیر
خوب سوتی ہے چین کی تقدیر

کیون فلک انتہای جور بھی کچھ — ظلم باقی رہا ہی اور بھی کچھ
یون کسی کو ہلاک کرتے ہین — یون جلاتے ہین خاک کرتے ہین
یہہ تن پاس کر دیا تونے — ستیاناس کر دیا تونے
دل ستانے سے ورگذر ہی نہین — آہ مظلوم سے حذر ہی نہین
ہو گئے خاک من چلے لاکھون — مر گئے کاٹ کر گلے لاکھون
مین ہی کیا ہون ترے جفا کے لئے — رحم کر رحم کر خدا کے لئے
کسی کروٹ سے کل نہین آتی — نہین آتی اجل نہین آتی
جی بہلتا نہین کسی صورت — دم نکلتا نہین کسی صورت
ضعف سے دونون ملگئے پہلو — چین بستر سے جل گئے پہلو
چشم نمناک ہی تو دل غمناک — سینہ صد پارہ و جگر صد چاک
تپ دوری نچوڑتی ہی مجھے — دمبدم روح چھوڑتی ہی مجھے
ضعف سے قلب تھرتھراتا ہے — درد بھی اوٹھ کے بیٹھ جاتا ہے
چشم پرخون سے ندیان جاری — ریش ناخن سے تن پہ گلکاری
چبھتی ہی کوئی شی کلیجے مین + — ہوک سی اوٹھتی ہے کلیجے مین
دل کی حالت بری ہی سینے مین — سانس جلتی چھری ہی سینے مین
لگ گئی کس کی بد دعا مجھکو — میرے اللہ کیا ہوا مجھکو
دل سے بہرون کلام کرتا ہون — زندگی کو سلام کرتا ہون

غم جانگاہ میہمان دل کا — اشک غماز راز دان دل کا

جب فلک پہ نگاہ جاتی ہے — عرش اعلی تک آہ جاتی ہے

پہونچی ہے آسمان تک فریاد — نہ گئی اوس کے کان تک فریاد

دود دل سائبان ہے گویا — دوسرا آسمان ہے گویا

رات دن مجمع پریشانی — خانہ آباد خانہ ویرانی

دل مین ہر آن کاہش دوری — لب پہ ہر وقت ہائے مہجوری

دل ہے بیتاب تو جگر بے چین — ہے مصیبت مین گھر کا گھر بے چین

دل مین ہر وقت ایک تازہ ملال — انقلاب زمانہ شامل حال

نامرادی مراد پاتی ہے — تلخ کامی مزے اوٹھاتی ہے

نامور ہے وہ میری گمنامی — پر اثر ہے وہ میری ناکامی

یہ جو لکھے قلم زبان نہ ہے — لوح محفوظ تک نشان نہ ہے

بیکسی میری غمگسارون مین — نا امیدی امیدوارون مین

لطف ملتا ہے جان کھونے سے — شاد ہون رات دن کے رونے سے

چشم تر ہے گوشہ دامان کا — چاک ہنسنے لگا گریبان کا

لحد تنگ کنج تنہائی — جیتے جی منہ پہ مردنی چھائی

چارہ گر سے دوا نہین ہوتی — نہین ہوتی شفا تسلی کی

درد دل کا علاج مشکل ہے — بچگئے کل تو آج مشکل ہے

کل جو امید تھی وہ آج نہین — مرض موت کا علاج نہین
جان جاتی ہے دل کے آنے سے — موت آتی ہے اس بہانے سے
گرد بیٹھے طبیب روتے ہین — مجکو میرے نصیب روتے ہین
نبضین چھوٹی ہوئی طبیبون کی — پیش چلتی نہین غریبون کی
ہر کوئی اپنی اپنی کہتا ہے — رائے مین اختلاف رہتا ہے
جو اطبائے وحشت دل ہین — انکو کپڑے چھڑانے مشکل ہین
جو عیادت کو میری آتا ہے — دیکھکر دور ہی سے جاتا ہے
میری باتون سے وہم آتے ہین — سننے والون کے ہوش جاتے ہین
بات کی بات مین پلٹ پڑے — یہ سٹری ہے کہین لپٹ نہ پڑے
مژدۂ وصل کب سناتے ہین — لوگ یٰسین پڑھنے آتے ہین
دشمن نام و ننگ کون کہ مین — اپنے جینے سے تنگ کون کہ مین
بسمل اضطراب کون کہ مین — مبتلای عذاب کون کہ مین
تیر غم کا نشانہ کون کہ مین — پامال زمانہ کون کہ مین
عاشق بے وقار کون کہ مین — سب مین بے اعتبار کون کہ مین
مضطر و ناشکیب کون کہ مین — صید دام فریب کون کہ مین
چشم بر راہ یار کون کہ مین — ہمہ تن انتظار کون کہ مین
تیغ حسرت اوتر گئی دل مین — بیقراری ٹھہر گئی دل مین

اشک امڈے برس گئیں آنکھیں ۔ دیکھنے کو ترس گئیں آنکھیں

شوق کہتا ہے میرے ساتھ آؤ ۔ ضعف کہتا ہے بیٹھ بھی جاؤ

چین ملتا نہیں کہیں مجھکو ۔ آسمان ہوگئی زمین مجھکو

موت آئی یقین نہیں آتا ۔ نفس واپسین نہیں آتا

اب کہان وہ صفائیان منہ پر ۔ چھٹ رہی ہین ہوائیان منہ پر

رنج کھاتا ہون اشک پیتا ہون ۔ یہی کھاپی کے روز جیتا ہون

جتنے ارمان ہین مرے دل مین ۔ سب وہ پیکان ہین مرے دل مین

کھیل کوئی نہ عمر بھر کھیلے ۔ ہم جو کھیلے تو جان پر کھیلے

پھوٹ کر روئے پانوؤن کے چھالے ۔ بہ گئے جن سے ندیان نالے

گر ہوئی روکش بہ دیدۂ پرنم ۔ پانی پانی ہو گریۂ آدم

رنج کھانے سے کام ہے مجھکو ۔ دانہ پانی حرام ہے مجھکو

فکر افشاے راز سے خاموش ۔ کبھی کچھ ہوش ہین کبھی بیہوش

الفراق الفراق ورد زبان ۔ الامان الامان یہ شور فغان

جو فرشتے ہین آسمانون پر ۔ ہاتھ رکھے ہوئے ہین کانون پر

غم دوری سے جان بیکل ہے ۔ آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل ہے

کوئی مہمان جو میرے گھر آیا ۔ مین نے جانا پیامبر آیا

لین بلائین ہزار ہا مین نے ۔ دین دعائین ہزار ہا مین نے

آرزو دے وصال کہہ تو بھی | کیا ہوا تیرا حال کہہ تو بھی
جھوٹ سچ ہمکو آزمانا ہے | عشق ہے یا فقط بہانا ہے
تیرے منھ مین زبان ہی کہ نہین | تجھ مین کمبخت جان ہی کہ نہین
کونسا تھا وہ آئنہ رخسار | تجھکو سکتے کا دے گیا آزار
آئنہ تیرے منھ پہ رہتا ہی | اُس سے کیا اپنا حال کہتا ہی
دام دیکر تجھے خریدا ہے | تجھ پہ ہر طرح اپنا دعوا ہے
ان زلیخا مجھے نہ ٹھہرانا | بن کے یوسف کہین نہ اترانا
ہان باندا سا غلام ہی تو | اسی باعث سے نیکنام ہی تو
طایر رنگ اوڑ کے چل نہ سکے | تیری صورت کبھی نکل نہ سکے
بھاگ کر بے وفا نہ ہو جانا | محض ناآشنا نہو جانا
دیکھین گے کہ صورت اچھی ہے | ان گرچہ طبیعت اچھی ہے
تیری تصویر کا بہانا ہے | تیرا خاکہ بہت اوڑانا ہے
پہلے تو اسکو چاک چاک کرون | اور پھر مین جلا کے خاک کرون
کیا یہ تصویر لاجواب نہین | سو سنے ایک کا جواب نہین
اونکو تصویر زیر نظر ہر دم | مجھکو تقدیر زیر نظر ہر دم

آمدن معشوق وفا شعار پس طلبیہای بسیار

صورت نامہ و پیام رہے | خط کتابت کی دہوم دہام رہے

اونکو لکھا بطور استہزاج
دیکھو تم بے نظیر کے جلسے
تمنے بھی رنگ اوسکے دیکھے ہین
کچھ رہو رامپور مین آکر
پر یہ ہی شرط آکے میلا ہین
آئی مجھکو جواب مین تحریر
ایسے میلے مین کیون نہ آئین ہم
کوئی جلسے دکھلانے والا ہو
بے بلائے جو آئے کیا آئے
کیا نہین ہمکو شوق خوب کہی
باغ کی ہم بہار لوٹین گے
سب یہ کہتے ہین سیر بہتر ہے
فایدہ کیا ہے ہمکو جیلے سے
تم ورا اندازیون کو کیا جانو
فتنہ پردازیان بھی ہوتی ہین
تم کو اسکی خبر بھی ہے کہ نہین
جنسے تم التجائین کرتے ہو

سارے میلون سے ہے یہ بڑھکر آج
ہر برس ہو شریک اول سے
تمنے بھی ڈھنگ اوسکے دیکھے ہین
لطف اوٹھاؤ حضور مین آکر
پھنس نہ جانا کسی جھمیلے مین
اپنے آنیکے باب مین تحریر
کہ جہان تسا شخص پائین ہم
کوئی ہمکو بلانے والا ہو
منھ اوٹھائے جو آئے کیا آئے
کیا نہین ہمکو ذوق خوب کہی
داغ کی ہم بہار لوٹین گے
ہم بھی سمجھے تھے خیر یہ بہتر ہے
آئین گے پر اوسی وسیلے سے
تم فسون سازیون کو کیا جانو
رخنہ اندازیان بھی ہوتی ہین
نیک و بد پر نظر بھی ہے کہ نہین
ہر طرح کی وفائین کرتے ہو

وہ کہین پاس وضع کرتے ہین — جو یہ جانین یہ ہم پہ مرتے ہین
طور سب غیر غیر دیکھوگے — چار دن بعد سیر دیکھوگے
میرے کہنے کی داد دوگے تم — نام اون کا کبھی نہ لوگے تم
صبر مین نے کیا برس دن تک — کیا قباحت ہی اور دس دن تک
دلکو جو تیری یاد دیتا ہے — صبر کی وہ ہی داد دیتا ہے
اک جہان اپنا دیکھا بھالا ہی — جانتا ہون جو ہونے والا ہی

رنجیدہ شدن معشوق از رقیب و پہلوی عاشق صادق آمدن از نصیب و از رامپور رخصت شدن و تسکین دادن

چار دن مین یہ اتفاق کی بات — اونسے اونسے ہوئی نفاق کی بات
پیش آئی جو امتحان مین نہ تھی — وہ پڑی شکل جو گمان مین نہ تھی
نازنینون سے نرمیان بہتر — نہین ہوتی ہین گرمیان بہتر
نہ کسی کو بُرا کہے نہ سُنے — عمر بھر جو الف سی لیے نہ سُنے
کوئی جھڑکی نہ کوئی گالی تھی — اک شکایت حزی سی خالی تھی
دل شکایت سے ٹوٹ جاتا ہی — جی محبت سے چھوٹ جاتا ہی
اس شکایت نے یہ قباحت کی — کہ بڑہین رنجشین قیامت کی
نشئہ زور و زر کی سرمستی — اور پھر کسقدر زبردستی

اوس کو منہ آئے یہ خدا نہ کرے — وہ مچل جائے یہ خدا نہ کرے

منہ سے جس بات پر نہین نکلی — دل سے پھر عمر بھر نہین نکلی

آدمی کچھ غرض سے دبتا ہے — جب اوٹھا دے طمع تو پھر کیا ہے

بات کا زخم کوئی بھرتا ہے — آبرو دار اس سے مرتا ہے

یہ گرہ دل سے کب نکلتی ہے — جان جاتی ہے جب نکلتی ہے

لوگ چالیس ہزار چلتے ہین — لو یہ توبہ یہ بل نکلتے ہین

کوئی ایسون کی دال گلتی ہے — پیش کب ہر کسیکی چلتی ہے

جب اوٹھائی نہو سکے جی سے — فائدہ کیا قضاء عمری سے

شاد رکھنے سے شاد رہتا ہے — ورنہ پھر نامراد رہتا ہے

کوئی نازک مزاج دبتے ہین — صاحب احتیاج دبتے ہین

اپنے حق مین یہ زہر گھول لیا — طعنے دیدیکے رنج مول لیا

ایسی بگڑی کہ آجتک نہ بنی — ایسی کھنچی کہ آج تک نہ بنی

کسی جانب سے تھا ملال انھین — کسی جانب سے انفعال انھین

پھر تو وہ لوٹ کر ادھر آئے — وام سے چھوٹ کر ادھر آئے

یہ کہا اب وہ دل کہان اپنا — تھا غلط سر بسر گمان اپنا

پاس اونکا کیا ہمین چوکے — کیون کیا کیا کیا ہمین چوکے

کیا زمانے نے رنگ بدلا ہے — ابتدا کیا تھی انتہا کیا ہے

اوس کو ضد آئے یہ خدا نکرے — وہ مچل جائے یہ خدا نہ کرے
منہ سے جس بات پر نہین نکلی — دل سے پھر عمر بھر نہین نکلی
آدمی کچھ غرض سے دبتا ہے — جب اوٹھا دے طمع تو پھر کیا ہے
بات کا زخم کوئی بھرتا ہے — آبرو دار اس سے مرتا ہے
یہ گرہ دل سے کب نکلتی ہے — جان جاتی ہے جب نکلتی ہے
لوگ چالین ہزار چلتے ہین — تو یہ توبہ یہ بل نکلتے ہین
کوئی ایسون کی دال گلتی ہے — پیش کب ہر کسیکی چلتی ہے
جب ادا ہی نہو سکے جی سے — فائدہ کیا قضاء عمری سے
شاد رکھنے سے شاد رہتا ہے — ورنہ پھر نامراد رہتا ہے
کوئی نازک مزاج دبتے ہین — صاحب احتیاج دبتے ہین
اپنے حق مین یہ زہر گھول لیا — طعنے دیدیکے رنج مول لیا
ایسی بگڑی کہ آجتک نہ بنی — ایسی چھٹنی کہ آج تک نہ بنی
کسی جانب سے تھا ملال انھین — کسی جانب سے انفعال انھین
پھر تو وہ لوٹ کر ادھر آئے — دام سے چھوٹ کر ادھر آئے
یہ کہا اب وہ دل کہان اپنا — تھا غلط سر بسر گمان اپنا
پاس اونکا کیا ہمین چوکے — کیون کیا کیا کیا ہمین چوکے
کیا زمانے نے رنگ بدلا ہے — ابتدا کیا تھی انتہا کیا ہے

آ گئے کیا ایسے ذکر چھیڑون مین / کٹ گئے مدت عبث او کھیڑون مین
گذری اوقات عیش و عشرت سے / دو مہینے تک ایک صحبت سے
دوست اپنا وہ مجکو جان گئے / میرے کہنے کو دل مین مان گئے
پھر یہ سمجھے کہ اپنا گھر ہے بھلا / عقلمندون کی داغ دور بلا
بولے میری بلا قفس مین رہے / آدمی کیون پرائے بس مین رہے
قید خانہ ہے رامپور مجھے / جلد رخصت کرین ضرور مجھے
ایک انداز سے ہوئے رخصت / مجھ سے اعزاز سے ہوئی رخصت
کیا کہون مین کہ کس جلن سے رہے / رنج سے جب تک وہ بانکپن سے رہے
پھر وہ سمجھے یہ مر ہی جائے گا / ڈوب جائیگا زہر کھائے گا
آؤ اس کی تسلیان کر دین / جی مین جو کچھ ہے کچھ بیان کر دین
مجھسے کہنے لگے سنو صاحب / اس قدر مضطرب نہو صاحب
صبر کا پھل ضرور پاؤ گے / اسکی راحت بہت اوٹھاؤ گے
ابتو اپنے وطن کو جائین گے / آؤ گے بھی اگر بلائین گے
بات کا موقع و محل دیکھو / کیا زمانہ ہے آجکل دیکھو
وہ جو دم دوستی کا بھرتے ہین / تمسے درپردہ رشک کرتے ہین
ڈرتے دشمن کی دوستداری سے / کام لازم ہے ہوشیاری سے
دم دلاسے وہ مجکو دے کے گئے / مجھسے آنیکا عہد لے کے گئے

چلتے چلتے کہا خدا حافظ
اب تمھارا مرا خدا حافظ

صبح کو وہ اودھر سوار ہوتے
ہم اجل کے امیدوار ہوتے

زندگی بھر یہ کب ہوا صدمہ
پہلے کیا تھا جواب ہوا صدمہ

گو سراسر ملال تھا وہ ہجر
اسکے آگے وصال تھا وہ ہجر

بدگمان نمودن رقیبان از جانب شیدا
و برای امتحان طلب نمودن عاشق را

سنئے خوبی مرے نصیبوں کی
کہہ بن آئی وہاں رقیبوں کی

اپنے بیگانے گھیرتے ہیں اوسے
میرے رستے سے پھیرتے ہیں اوسے

ہوئے دن میں رخنہ گر پیدا
کئے سو فتنے لاکھ شر پیدا

نے اوس کے ستیزہ انسان
آئے جنکے فریب میں شیطان

یہ لگایا بلاؤ تو اون کو
تم کبھی آزماؤ تو اون کو

دیکھیں کیسے ہیں چاہنے والے
رسم الفت نباہنے والے

کتنے پانی میں ہیں ذرا دیکھو
وہ نہ آئینگے تم بلا دیکھو

چاہتے ہیں تو اوڑکے آئینگے
ورنہ ہر طرح ہچکچائینگے

تم کو بھولا جو دیکھ پایا ہے
کھد یا لوٹ کر دل آیا ہے

تمنے دیکھا ہے کیا زمانے کا
داغ ہے چالیا زمانے کا

سحر آمیز اوس کی باتیں ہیں
درد انگیز اوسکی باتیں ہیں

ہی یہ کیا بات سوچے اس کو
اپسے معشوق کب نصیب اوسی
ایسی تقدیر ہی کہان اوسکی
کبھی کیجے تو امتحان وفا
ہو برا ان لگانیوالون کا
کب شرارت سے باز آتے ہین
کہنا سننا ہی کینہ خواہون کا
کچھ کدورت سے آگئی اس کو
جب سنی ہر شریر کی تقریر
دل مین سوچا یہ وہ بت خود کام
بھیجکر خط بلائیے ان کو ہو
نامہ بیری طلب مین آہی گیا

منھ لگایا ہی آپ نے کس کو
ملگئے ایک تم عجیب ادسے
تم کرو پاسداریان اوسکی
راست ہی یا غلط گمان وفا
جھوٹی سچی سکھانیوالون کا
آگ پانی مین یہ لگاتے ہین
جمگیا رنگ رو سیاہون کا
اور ہی کچھ سماگئی اس کو
ہوکے خاموش صورت تصویر
دور بیٹھے ہون کس لئے بدنام
واقعی آزمائیے ان کو ہو
جس سے مین اک غضب مین ہی گیا

نامہ دلبر باوفا در طلب جانباز و شیدا

مجھکو لکھا کہ ای مری بیتاب
ای پریشان و مضطر و ناشاد
ای سزاوار جور بے تقصیر

دنکو بیچین رات کو بیخواب
تیرے دل مین رہی ہماری یاد
ای طلبگار لذت تقدیر

تازگی بخش نام ذوق و نصیر
اے سخن گوی عیسوی اعجاز
تو گرفتار بند زلف رہے
درد الفت سے لب پہ شیون ہو
ناوک ناز کا شکار رہے
لب معجز بیان سے دم نکلے
ہو مبارک یہ پیارا پیارا عشق
ہم نئی روز بات سنتے ہین
کوئی کہتا ہے بقرار تھین
کوئی کہتا ہے چپ لگی ہے اونھین
کھاتے ہین پیتے ہین نہ سوتے ہین
کوئی کہتا ہے نالے کرتے ہین
بھر گئے کان حال سن سن کر
سنکے یہ حال ہر زبان سے ہم
یاد ہے قول اُس زمانے کا
کس سے ملکر خوشی مین بھول گئے
بڑے خوش خلق و نیک ہو تم تو

رشک سودا و درد و مومن و میر
اے سخن سنج سامری انداز
دل اسیر کمند زلف رہے
میری کاکل ہو تیری گردن ہو
تیغ ابرو سے دل فگار رہے
تیرے دل سے نہ ہیر اغم نکلے
راس آئے تجھے ہمارا عشق
تازہ اک واردات سنتے ہین
کوئی کہتا ہے اشکبار تھین
سخت دشوار زندگی ہے اونھین
مفت رو رو کے جان کھوتے ہین
کوئی کہتا ہے تم پہ مرتے ہین
ذکر رنج و ملال سن سن کر
لائین تھپسد کا دل کہان سے ہم
تمنے وعدہ کیا تھا آنے کا
تم یکایک جو ہمکو بھول گئے
دلی والون مین ایک ہو تم تو

ہم یہاں تم وہاں تو لطف نہیں — ہو یہ دوری جہاں تو لطف نہیں
لوگ کہتے ہیں وہ تڑپتے ہیں — ایسے ہوتے ہیں جو تڑپتے ہیں
چین سے اپنے گھر میں رہتے ہو — بزم والا گہر میں رہتے ہو
رسم الفت نباہتے ہو اگر — جان کی خیر چاہتے ہو اگر
اوٹھ کے سیدھے ادھر چلے آؤ — کوئی روکے مگر چلے آؤ
ریل میں اتنی دور آنا کیا — کار سرکار کا بہانا کیا
ہم بلاتیں نہ آئیں آپ یہ خوش — اور اودھر رہے ملاپ سے خوش
یہ جگہ سیرگاہ عالم ہے — آج اسیر نگاہ عالم ہے
میہمان تم ہو میزبان ہم ہوں — عیش و عشرت کے لطف باہم ہوں
جب کسی نے طلب کیا آتے — آتے بچپا کے پھر تو کیا آتے
دلبروں سے دغا نہیں کرتے — ایسے اہل وفا نہیں کرتے
گر کسی اور راہ سے ہوگا — عذر بدتر گناہ سے ہوگا
نامۂ دلنواز جب آیا — مینے سوچا یہ کیا غضب آیا
دل تو کہتا تھا سر کے بل چلیے — جسطرح ہوسکے نکل چلیے
شکل چلنے کی آہ کچھ نہ بنی — وضع تھی سد راہ کچھ نہ بنی
کار سرکار نے جو آگھیرا — قدم اوٹھ اوٹھکے رہگیا میرا
ملتی ہے کام سے کہیں فرصت — مجھکو مرنے کی بھی نہیں فرصت

زار تن رنج مین گذرتی ہے — اک کشش و پیچ مین گذرتی ہے

عذر کیجیے یہ بات مشکل ہے — جائیے تو نجات مشکل ہے

نکلتے نکلتے پہ ہو خیال اوسکے — ہو نجائے کہین ملال اوسے

آفتِ روزگار ایک طرف — اوسکے دل کا غبار ایک طرف

منزلِ دوست دور ایسی ہے — ریل بھی تھک کے چیخ اوٹھتی ہے

شکل کیسی پڑے خدا معلوم — کیا ہو انجام کار کیا معلوم

سوچتا تھا جواب کیا لکھون — قہر ٹوٹے جو مدعا لکھون

فکرِ مضمون مین غرق تھا پہرون — ہاتھ مین خامہ رکگیا پہرون

قصد جانیکا دل مین ٹھان لیا — مجھکو جانا پڑا یہ جان لیا

نامہ آخر جواب مین لکھا — کچھ کا کچھ اضطراب مین لکھا

جواب نامہ محبوب بطرز خوش اسلوب

یا خدا وہ فرشتہ بھجوا دے — کہ مرا نامہ اوس کو پہنچا دے

کاش میرا ہی کاتب اعمال — اوس کو جا کر سنائے حال ملال

کوئی جائے جو گرد باد ادھر — جاؤن مین اوسکے ساتھ اڑ اڑ کر

اے فغان اپنے زور مین لیچل — پہونچون مکتوبِ شوق سے اول

اے مہ مہر و گردشِ ایام — تمھین پہنچا دو چلتے پھرتے پیام

ہی کہ ہر قاصد سلیمانی — کہیے اُس سے مری پریشانی
اے ہوا بازوؤں میں تو بھر کے — کھولدے پر مرے کبوتر کے
لیچل اے چرخ تو ہی نامۂ یار — کہ نجائیں یہ گردشیں بیکار
ابر تر اشک تر کو تو لیجا — برق سوز جگر کو تو لیجا
یوں ہمارا سلام پہونچانا — یوں ہمارا پیام پہونچانا
اے مری جان جان سے بہتر — جان سے کیا جہان سے بہتر
اے مہ آسمان زیبائی — جانِ خوبی جہان زیبائی
اے بُت لاجواب میں صدقے — اے سراپا حجاب میں صدقے
شوخ رو شوخ چشم شوخ کلام — خوش ادا خوش خرام خوش اندام
مجکو تیرے رُخ نکو کی قسم — اپنے ارمان و آرزو کی قسم
تیرے اقرار دمبدم کی قسم — عہد کی قول کی قسم کی قسم
اپنے آزار و رنج و غم کی قسم — داغ کے درد کی الم کی قسم
تیرے قد موزوں تیرے سر کی قسم — اپنے دل کی قسم جگر کی قسم
مصحف روی پر ضیا کی قسم — جھوٹ کہتا نہیں خدا کی قسم
تو ہے اے مہ جمال پیش نظر — ہی ترا ہی خیال پیش نظر
سامنے دوسرا نہیں آتا + — آئینہ دیکھنا نہیں آتا
بھول کر تجکو میری یاد آئی — دل ناشاد کی مراد آئی +

نہین کہتا ہون مین خوشامد سے
تجھسے احسان ٹھیکتے جاتے

اسقدر دھیان کون کرتا ہے
ایسے احسان کون کرتا ہے

یہی اکدن تیری قسم ہوگا
کہ مرا سر ترا قدم ہوگا

تجھسے انصاف چاہتا ہون مین
چشم الطاف چاہتا ہون مین

آفتین جتنی ہین خدائی مین
مین نے جھیلین تیری جدائی مین

زندگانی سے یاس ہے مجھکو
تیرے ملنے کی آس ہے مجھکو

کو زمانہ ہو چاہنے والا
نہین مجھسا نباہنے والا

تم بلاؤ نہ آؤن کیا ممکن
ہے سراسر یہ بات ناممکن

میری عزت کو تم بھی جانتے ہو
میری غیرت کو تم بھی جانتے ہو

سب سے ہی تیری آرزو بڑھکر
آرزو سے ہے آبرو بڑھکر

رشک اوٹھاکر مجھے نہ مرنا ہو
زہر کھاکر مجھے نہ مرنا ہو

یہ نگاہین کہین نہ پھر جائین
ہم نظر سے تری نہ گر جائین

بات کب ناگوار اوٹھتی ہے
داغ سے کسکی عار اوٹھتی ہے

داغ کھاؤن خدا وہ دن نکرے
رشک اوٹھاؤن ہزار وہ دن نکرے

خون دل عاقبت نہ ہو جائے
سفر آخرت نہو جائے

آدمی آبرو نہ کھو کے رہے
کیا رہے گر حقیر ہو کے رہے

داغ دُرِ عدن سے بہتر ہو
یہ مسافر وطن سے بہتر ہو

مین اوٹھاون وہ اس سفر کے مزے ‌ بھول جاؤن تمام گھر کے مزے

اہل تمیز مانتے ہین مجھے ‌ جاننے والے جانتے ہین مجھے

رونق آرای بزم ہین ہی تم ہون ‌ زینت افزای بزم مین ہی تم ہون

یہ سر احسان سے نہین واقف ‌ یہ دل ارمان سے نہین واقف

سر جھکا ہی ہین خدا آگاہ ‌ اس جبین پر ہی خاک بیت اللہ

انسی ابرو کے وہ اشارے ہین ‌ جسپہ قربان ماہ پارے ہین

ان نگاہون کو کوئی کیا جانے ‌ میری آنکھون سے دیکھنا جانے

وہ طبیعت کہ جسمین خوی وفا ‌ یہ وہ بینی جو سونگھے بوی وفا

لب سی ہر دم یہ کام لیتا ہون ‌ کہ تمھارا ہی نام لیتا ہون

کبھی سرگرم التجا نہ ہوئے ‌ حرف مطلب سے آشنا نہ ہوئے

مفت کی قیل و قال کیا جانین ‌ لب ہمارے سوال کیا جانین

لب کھلے تو تری دعا کے لئے ‌ لب کھلے حرف مدعا کے لئے

اس زبان سے کلام کو رونق ‌ اس بیان سے پیام کو رونق

اس زبان مین بیان کو شوخی ‌ اس بیان مین جہان کی شوخی

کبھی اس کان سے بدی نہ سنی ‌ بات اچھی سنی بری نہ سنی

یہ وہ گردن نہ جو خمیدہ رہی ‌ اپنے بیگانہ سے کشیدہ رہی

بار احسان غیر زائل ہو ‌ دست معشوق ہی حمائل ہو

آئینہ گرد میرے سینہ سی — کہ یہ سینہ ہی پاک کینہ سی
مخزن علم داغ کا دل ہے — معدن حلم داغ کا دل ہے
انتخاب زمانہ ہے یہ جگر — پر تمھارا نشانہ ہے یہ جگر
ہاتھ پیدا ہوے عطا کے لئے — پاؤن ہین منزل وفا کے لئے
ہی یہ دربار شاہ کا صدقہ — اوسی عالم پناہ کا صدقہ
اوسی سرکار سے ہوئی تعلیم — اوسی دربار سے ہوئی تعلیم
نیک و بد سب جتا دیا تم کو — حال اپنا بتا دیا تمکو
مین نہ لکھتا کبھی مگر لکھا — قدر دان تمکو جانکر لکھا
یہ دعا ہی کہ برقرار رہو — میرے حق مین وفا شعار رہو
تم کو اللہ شادمان رکھے — عمر بھر محبپہ مہربان رکھے
داغ کی یاد مین حجاب رہے — ساتھ شوخی کے اضطراب رہے
خط روانہ اودھر شتاب کیا — اسطرف مینے پا تراب کیا
یا خدا میری منزل آسان ہو — منزل آسان مشکل آسان ہو

روانہ شدن عاشق شیدا جانب دار السلطنت کلکتہ

ملکئی جب حضور سے رخصت — مین ہوا رامپور سے رخصت
کھنچکے اوٹھا اخیر یا قسمت — راہرو مین تو رہنما قسمت
جاکر اپنے وطن مین جی نہ لگا — اُس بنا ئی کہین مین جی نہ لگا

چلکے دلی سے لکھنؤ پہونچا
ہمہ تن شوق و آرزو پہونچا
بہت اُجڑے ہوئے مکان دیکھے
مٹنے والون کے کچھ نشان دیکھے
جو کچھ ارمان تھا نکال لیا
شہر کو خوب دیکھ بھال لیا
خوب انجم نے میہمانی کی
اور بھی سب نے مہربانی کی
راہ مین کانپور الہ آباد
مین نے دیکھے مگر نہ حسب مراد
اتنے مین آگیا عظیم آباد
تھا مجھے اسکا شوق حد سے زیاد
پیشوائی کے واسطے احباب
آئے تھے شوق دید مین بیتاب
بہت اشخاص یک بیک آتے
اپنی اپنی سواریان لاتے
کوئی مجھکو لئے ہی جاتا تھا
کوئی ناحق کا حق جتاتا تھا
کوئی کہتا تھا میرے گھر چلئے
آئیے اسطرف ادھر چلئے
ہوئی لوگون کی چپقلش کیا کیا
رہی آپس مین کشمکش کیا کیا
مجھکو یہ فکر تھی کہ بھیڑ چھٹے
میرزا شاغل آئے جب وہ ہٹے
یہ وہ ہین نام خلق ہے جنسے
آدمیت مراد ہے ان سے
متقی پارسا بہت دیکھے
خوش بیان خوش ادا بہت دیکھے
خوش گلو بھی کئی سُنے مین نے
خوبرو بھی کئی چُنے مین نے
مجھکو فرصت ملی نہ یارون سے
روز ملتا تھا مین ہزارون سے
ایسی خلقت کہین نہین دیکھی
یہ مروت کہین نہین دیکھی

بزم آرا تھے سب عدو کے سوا
کوئی نکلا نہ آرزو کے سوا

میری محفل مین دخل غیر کہان
غیر ہو جس جگہ تو خیر کہان

عیش سا عیش تھا رقیبون مین
کھلبلی پڑ گئی رقیبون مین

ساری دنیا مین کیا کسی سے غرض
اپنے معشوق کی خوشی سے غرض

رات بھر تھا خوشی کا وہ عالم
اشک شادی تھا قطرۂ شبنم

مسکراتے تھے لب جو دلبر کے
کھلے جاتے تھے پھول بستر کے

پھول بھی ناگوار تھے اوس کو
ہار پھولونکے بار تھے اوس کو

ہر گھڑی نوک چوک ہوتی تھی
دمبدم روک ٹوک ہوتی تھی

گرچہ وہ تھے ہزار صورت دار
مگر ایسا کہان طبیعت دار

قابل دید تھی کسی کی خوشی
اور اوسپر ہمارے جی کی خوشی

خود بخود دل کھلا ہی جاتا تھا
قہقہہ لب پہ آہی جاتا تھا

کالی کالی گھٹائین آتی تھین
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین آتی تھین

آتش حسن یار کی گرمی
بزم مین اک بہار کی گرمی

گرچہ کمتر ہوا جنوبی تھی
پر وہ عطر حنا مین ڈوبی تھی

چاندنی کے تمام شب جلسے
دلکشا سقف پر عجب جلسے

یاد ہے ایک رشک گل کی سیر
چودھوین رات کو وہ پل کی سیر

ایسی صحبت مین کیون نہ دل پرچے
دل لگی کے تھے سیکڑون چرچے

رات عیش و نشاط میں گذری | صبح تک اختلاط میں گذری
مدعی لاکھ ڈر دکھاتے ہیں | وہ جو کہتے ہیں کر دکھاتے ہیں
داغ سے رسم التفات نہ جائے | سر بھی جائے تو جائے بات نہ جائے
لگ سب خوش تماش و خوش ترکیب | اہل تمیز و صاحب تہذیب
ہمسے سرگرم اتحاد رہے | عبد رزاق شاد شاد رہے
دوست باوضع ہے کہاں پیدا | داغ اس وضعدار کا شیدا
میری رخصت کے دن تمام ہوئے | عیش و عشرت کے دن تمام ہوئے
جلد حاضر ہو یہ پیام آیا | اور سر پر مہ صیام آیا
پھر تو میں ایک دم ٹھہر نہ سکا | دل کی صورت قدم ٹھہر نہ سکا
اسطرح کسطرح سے رہ جاتی | ہوتے پاؤں پر ہیں نمک کھاتی
دل خدا نے دیا غیور بہت | تھا یہ پاس نمک سے دور بہت
گر نمک خوار حیلہ گر نکلے | تو نمک چھوٹ پھوٹ کر نکلے
یہ شرافت کا مقتضا ہی نہیں | کہ شریفوں سے یہ ہوا ہی نہیں
کب میسر ہو روزگار ایسا | اور آقائے نامدار ایسا
کچھ تمنا نہیں رہی مجھکو | کونسی شے کی ہے کمی مجھکو
میری رخصت سے انکو حیرت تھی | کہ یہ رخصت نہ تھی قیامت تھی
فکر تشویش رنج تھا غم تھا | عوض نغمہ شور ماتم تھا

خون دل بھی کمی سی کرتا ہی | دیدۂ تر ہنسی سی کرتا ہے
لوگ سامان عیش کرتے ہین | داغ ارمان عیش کرتے ہین
شب فرقت جو آہ کرتا ہون | تو خدا کو گواہ کرتا ہون
آہ فریاد کون سنتا ہی | داد بیداد کون سنتا ہی
درد دل ہمنشین نہین سنتا | کوئی سنتا ہین نہین سنتا
کون یہ حال زار دیکھ سکے | کون یہ انتظار دیکھ سکے
دوستون کے کلیجے پھٹتے ہین | دشمنون کے بھی دل الٹتے ہین
گو کرے بھی اثر فغان میری | خاک ہون جلکے ہڈیان میری
ہین یہ شروہ سنون وہ آئی ہوتا | کاش آئے مجھے پرائی موت
دعا دیتے ہین بشر مجھکو | کھا گئے کوس کوس کر مجھکو
تھے جو پروانہ سوز الفت سے | اب وہ جلتے ہین میری صورت سے
پند گو اپنی کہتے ہین | زخم دل پر نمک چھڑکتے ہین
سننے دیدے کو لوگ ہنستے ہین | روز تیرون کے سینے پرستے ہین
ہو رہی ہین ملامتین کیا کیا | ٹوٹتی ہین قیامتین کیا کیا
طنز کرتے ہین یہ لطیف و ظریف | کہئے کیسا ہے اب مزاج شریف
جو ذرا سا ہوا جو دل میلا | پیشتر مرگ سے ہے واویلا
ہمتو دیکھین وہ خوبرو ہی کہان | ہم سنین تو وہ خوش گلو ہے کہان

تمنے دیکھا ہی تمنے برتا ہی — وہ تو مہر و وفا کا پتلا ہے
ایسی ہوتی ہے چاہ کیا کہنا — حضرت داغ واہ کیا کہنا
مہر و الفت اسی کو کہتے ہین — کیا مروت اسی کو کہتے ہین
ہی وہی آن تان مین پورا — او ترے جو امتحان مین پورا
جان جاتی ہے جنکو آنے سے — کھنچ گئے اور بھی بلانے سے
دلربا وہ جو اپنے پاس رہے — نہ کہ ملنے کی آس سی پاس رہے
کیا طرفہ یہ رسم و راہ نبھتی ہے — آپکی بے نباہ نبھتی ہے
بیوفا سے یقین الفت ہے — آپکا دم بہت غنیمت ہے
دل مین کچھ شرمگین ہوا کہ نہین — اب بھی تجھکو یقین ہوا کہ نہین
کچھ خطون کی عبارتین دیکھین — شوخ فقرے شرارتین دیکھین
خوب انعام تمکو ملتے ہین — اولٹے الزام تمکو ملتے ہین
غیر کا جب وسیلہ ہوتا ہے — عذر انکار حیلہ ہوتا ہے
غیرت مہر و ماہ وہ ہی تو ہین — آپکے خیرخواہ وہ ہی تو ہین
ہم جو بولین ہماری کیا طاقت — بھید کھولین ہماری کیا طاقت
صحبت انجمن چھٹے کیونکر — اونسے اپنا وطن چھٹے کیونکر
یونہی تڑپائین گے رولائین گے — مر بھی جاؤ گے تو نہ آئین گے
وعدہ کیسا اگر کلام کرین — ہمسو جھک کر تمھین سلام کرین

یہ تو مانا وہ وضعدار بھی ہین — یہ تو مانا وفاشعار بھی ہین
بیحجابی ستم نہین کرتے — جھوٹے قول و قسم نہین کرتی
تم بڑے چین سے رہی ہیچ ہی — تم ہوشیار جو کہے سچ ہے
دہوم ہے جابجا زمانہ مین — نام روشن کیا زمانے مین
یو نہین ہوتے ہین چار سو رسوا — دربدر اور کو بکو رسوا ہو
بیشتر جو نہین کیا وہ کیا — عمر بھر جو نہین کیا وہ کیا
نسہی وصل غیر یو نہین سہی — کیون بگڑتے ہو خیر یو نہین سہی
سارے معشوق دیکھے بھالے ہین — وہی دنیا سے اک نرالے ہین
بیوفا جھوٹ باوفا کہتے — پاکدامن ہین پارسا کہیے
بیوفائی اونھین نہین آتی — کج ادائی اونھین نہین آتی
بھولے بھالے ہین گھات کیا جانین — ابھی وہ اور بات کیا جانین
آپکا رنج و غم اونھین ہی تو ہی — پاس قول و قسم اونھین ہی تو ہی
خوبصورت نہین کوئی اونسا — پاک طینت نہین کوئی اونسا
آپ دہونی رمائے بیٹھے ہین — اونپر ایمان لائے بیٹھے ہین
اپنے محبوب کا خیال رہی — سال دو سال تو یہ حال رہی
نہین چھپتا کوئی حسین تمکو — آفرین ہی صد آفرین تمکو
کیون کسی بت پہ ہاتھ صاف کرو — تمتو مسجد مین اعتکاف کرو

ترک کرنا نہ مہر و الفت کو — بخشوائین گے وہ قیامت کو
دل پہ ہر وقت جبر کرتے ہین — مرد ایسا ہی صبر کرتے ہین
چپکے چپکے ہر اک کی سنتا ہون — اپنے مطلب کی بات چنتا ہون
کوئی تدبیرن نہین آتی — کوئی تقدیرن نہین آتی
کان ہر شخص کے بیان کیطرف — نگہ یاس آسمان کی طرف
اے فلک کس بلا مین ڈالدیا — مجکو جنت سے کیون نکالدیا
اسے فلک تجھپہ بس نہین میرا — کوئی فریادرس نہین میرا
دل کو آزار ہو گیا کیسا — بخت بیدار سو گیا کیسا
کاہش غم سے روح گھٹتی ہے — آنکھون آنکھون مین رات کٹتی ہے
دلمین ہر وقت یاس رہتی ہے — کیا طبیعت اوداس رہتی ہے
ہم جئینگے یہ آس ہے کسکو — ہجر مین بھوک پیاس ہے کسکو
یہ سزائین ضرور تھی تو نہین — بیخطا ہون قصور تھی تو نہین
ہائے جیتے ہین ہم نہ مرتے ہین — کس قیامت کے دن گذرتے ہین
خانۂ عیش لٹ گیا کیسا — مجھسے معشوق چھٹ گیا کیسا
راتدن جی رہے ہین مرکر ہم — صحبت یار ہوگئی برہم
ہم پریشان گھر مین پھرتے ہین — کر وہ جلسے نظر مین پھرتے ہین
کوئی دن رات کا مزا نہ رہا — رات کیا بات کا مزا نہ رہا

کون ہے التفات کس سے کرین
دیدہ منتظر ہے چار طرف
درد اوٹھتا ہے دل مین رہ رہ کر
سوز پنہان سے گرم گرم آہین
وہ طبیعت سنبھالنے والا
دلربا ہے تو باوفا بھی ہے
گرچہ ملجائے مہربان ایسا
یاالٰہی نجات غم سے ملے
ورنہ اوسکا خیال بھی نہ رہے

ہم کنایہ کی بات کس سے کرین
دل رشک آشنا ہزار طرف
بیٹھ جاتا ہون تھامی دل کو اکثر
ناتوانی سے نرم نرم آہین
میری حسرت نکالنے والا
شوخ ہی صاحب حیا بھی ہی
نہ ملیگا مزاج دان ایسا
وہ سراپا حجاب سا ہمسے ملے
اب ہی جیسا یہ حال بھی نہ رہے

قطعۂ تاریخ طبع از نتیجۂ فکر رسا و سلیم منشی انوار حسین صاحب تسلیم سہسوانی

شوخی آشوب بکر فکر داغ	گرد دوسوی کار فرمائی	خامہ سحر آفرین او	ہست نیرنگ عشوہ آرائی
عشوہ انگیز مثنوی ہشت	شد سخن آفرین تماشائی	مثنوی چہ نگار آفت جان	جملہ مضمون شکوہ یکتائی
جست ترکیب لفظ پیاد	بر بلاے سیاہ بالائی	معنی اوست غمزہ پروردہ	می چکید از جبین رعنائی
چست الفاظ دلکشا بند	طرز غارت گر شکیبائی	مصرعہ شوخ اوست ناشنگ	پر الفت تماشان نعمائی
لالہ چون دید بادۂ رنگین	بست در دل ہوای لالائی	ہست ہر بیت علیلہ مشوق	خفتہ در لباس زیبائی
می کند ربط مصرعین ملا	ہمچو تصویر زیر بالائی	شد در گوش سمع این مژدہ	ہست محروم چشم بینائی
ہر نگارم چہ در تماشی داغ	نیست در دستان توانائی	عمر او داغ دیدہ ہستیا	طبع از جلوہ گاہ بینائی
بندہ در گوش سخن گوئی	طرفہ گوئی حسن شیبائی	حرف گفتن سبح بہ الحسن	ہست دور از مجال گویائی

ذہن کرد خوب بہ صحت	کرد در طبع عقل آرائی	شاہد داغ را چو کرد جمال	مشتری گشت خیل سودائی
	گفت تسلیم سال طبع او	آفتِ دین فتنہ آرائی ۲ ۱۳ھ	

تاریخ مثنوی نتیجہ طبع جناب منشی محمد شبیر حسین صاحب نسیم بھرتپوری تلمیذ حضرت مصنف ممدوح

مثنوی وہ مرے استاد کی ہے	جسکا ثانی ہی نہیں ہے ممکن	ختم کا سال لکھا میں نے نسیم	تحفۂ شاعر قدسی باطن ۱۳ھ

تاریخ طبع از جناب منشی محمد امیر اللہ صاحب تسلیم ملازم سرکار رامپور

چو شد مطبوع این افسانۂ عشق	ز فکر ماہر عالی مقامے	نوشتم مصرع تاریخ تسلیم	کلام شاعر شیرین زبانے ۱۳

ریختہ قلم منشی فاضل شیخ غلام قادر صاحب گرامی تخلص ملازم ریاست حیدرآباد دکن

بیا ای بلبل کلک خوش آہنگ	بہ حج داغ سر کن نغمہ چنگ	فصاحت خندہ صبح خیالش	بلاغت نغمہ مرغ کمالش
بلندی از دماغش بہرہ بردہ	نزاکت با خیالش شیر خوردہ	بہارستان صبح زندگانی	ادا فہم رموز نکتہ دانی
اگر پیچد بہ [illegible]	رسد مرغ معانی در کمندش	چنان در مثنوی شد سحر پرداز	کہ سحرش خط کشد بر حرف اعجاز
کند گر در غزل گوہر فشانی	فغانہا سر بر آرد زو فغانی	بہ سیمای قصائد چون در آید	گرہ از خاطر عرفی کشاید
اگر با مثنوی الفت گزیند	نظامی در پس زانو نشیند	ز رشک آن محیط خوشخیالی	بود غرق عرق فکر زلالی
ز سحر عالم بالا خبر گیر	کہ خاقانی سر نوشتہ خود [illegible]	چنان تمثیل را دادہ رواجے	کہ از فکر غنی گیرد خراجے
نبود آن معنی آرا نکوئی	زبانگہ گوید در تاریخ گوئی	بکف بہر رقم گر خامہ گیرد	دبیر چرخ از حسرت بمیرد
چو شاگردان بگردش حلقہ بندند	فلاطون را بخدمت کم پسندند	عطارد چاکرش خود را شمارد	ز شاگردیش پا بر چرخ دارد
جہانی ہر خوش نویسی دست بستہ	کہ بیند کلکش را چنیں پر [illegible]	ز ہر علمی کہ خوانی یاد دارد	ز ہر فنی کہ دانی یاد دارد
دماغ ہوشمندی را نسیمے	بود مہر محبت را عزیزے	نژادش را اگر سوگند خوردہ	نجابت گوہرش را سجدہ کردہ
ودانش [illegible] سخندانی امیرے	بہ بزم معنی آگاہان نظیرے	نہ قدر مرتبہ عالی جنابے	سپہر مردمی را آفتابے
سر و سر کردہ صاحب کمالان	قبول خاطر رنگین خیالان	اگر مرغ خیالش پر کشاید	خیال عقل کل از پا در آید
حقیقت فہم اسرار معانی	شناسائی مزاج نکتہ دانی	حیا پروردہ نوز نگاہش	ادب یک گوشہ طرف کلاہش
	نیاید از زبان نکتہ پرور	گرامی مدحت تاج سخنور	

قطعۂ تاریخ طبع مثنوی فریاد داغ بار اول ریختہ کلک جواہر سلک شاعر عدیم المثال مورخ باکمال جناب منشی محمد فیروز شاہ خانصاحب فیروز میر اخبار و رپورٹر فارن اخبارات ریاست رامپور شاگرد رشید حضرت داغ دہلوی مدظلہ العالی

یہ وہ ہین مضمون عالی مثنوی مین
کہ حاصل جس سے ہی معنی کو بلندی
چھپی یہ مثنوی فیروز جس دم
لکھی تاریخ نظم دل پسندی ۲ ۱۳۱۰ھ

ایضاً بار سوم

استاد جہان فصیح الملک
وصف تیرا ہر اک زبان پر ہی
بلبل ہند ہی خطاب ترا
تیرا مداح ہر سخنور ہی

آج یکتای روزگار ہی تو
ہند مین تیرا کون ہمسر ہی
سرزمین سخن کا گل ہی تو
آسمان سخن کا اختر ہی

کیون مضامین نہون بلند تیرے
اوج پر آجکل مقدر ہی
شاہ آصف ہین قدردان تیرے
ہی یہ چرچا جہان مین گھر گھر ہی

مین کرون مثنوی کی کیا تعریف
کہ یہ بہتر سے بھی تو بہتر ہی
شاعری کہئے اسکو یا الہام
ایک سی ایک شعر بڑھکر ہی

لذت وصل کی کہانی ہے
درد فرقت کا ایک دفتر ہی
ہی زبان مین تری عجب تیزی
کہین نشتر کہین یہ خنجر ہی

اس سے پیدا ہین گوہر مضمون
ذہن ہی تیرا یا سمندر ہی
وہ مضامین ہین کہ صل علی
ایک سے ایک شعر بہتر ہی

حاسدین و معاندین کے لئے
اسکی ہر ایک بیت خنجر ہی
ہر رگ جسم نکتہ چین کے لئے
اسکا اک ایک نقطہ نشتر ہی

آج پھر مین نے مثنوی دیکھی
جوش پر پھر یہ دیدۂ تر ہی
کی ہی شعرون نے کچھ عجب تاثیر
جان بیکل ہی روح مضطر ہی

داغ دل کسطرح دکھاؤن مین
درد دل کیا کہون کہ کیونکر ہی
ہی خدا کی عطا زبان تیری
نہ یہ جادو ہے اور نہ منتر ہی

بندشین صاف چلبلے فقرے
آبداری مین آب گوہر ہے
تیسری بار پھر ہوئی مطبوع
مثنوی وہ جو روح پرور ہی

فیض جاری ہی مثل نکہت گل
روح عشاق کی معطر ہے
مین نے تاریخ یہ کہی فیروز
مثنوی یہ ہی یا گل تر ہی ۱۳ + ۲

قطعۂ تاریخ طبعزاد جناب منشی اشفاق علی صاحب مضطر مرادآبادی منصرم نیر اعظم

چھپ گئی پھر مثنوی حضرت استاد کی
دیکھنے کا جسکو مضطر اک جہان مشتاق تھا
فکر تھی تاریخ لکھون طبع کی مین کہان
غیب سے آواز آئی ارمغان ۲

تقریظ نتیجہ ذہن آسمان پیمای منشی محمد ممتاز علیخانصاحب ممتاز شاگرد رشید حضرت مصنف سلمہا اللہ تعالےٰ

بہار آئی عجب بلت ہے ان روز دن ہمدرد دل کی	جگر مین چٹکیان لیتی ہین منقارین عنادل کی

حمد رب العالمین - اور نعت ختم المرسلین کے بعد ذرۂ بمقدار ممتاز سراپا نیاز مدعا طراز ہی کہ باغبان لم یزلی نے گلزار علم کو وہ بہار عطا کی ہی کہ یہان آتے خزان کے پر جلتے ہین - اس باغ مین ہر روز نو بنو تازہ بتازہ شگوفے نکلتے ہین - اس باغ کا تر و تازہ پھول شعر ہی جسکی بہار روز بروز بڑہتی جاتی ہی جسکی جوانی دن دن چڑہتی جاتی - اسکے آگے باغ رضوان کی بہار خزان سی مشابہ ہی مگر یہ ہر ایک کا حصہ نہین جسی خدا دی وہ لے جسطرح فخر نظامی و جامی ذوق و شوق حضرت نواب مرزا خان صاحب داغ مدظلہ العالی کو مبدء فیاض سی یہ نعمت عظمی ملی ہی جنکا ہر ایک شعر دل مین چٹکیان لیتا ہی اور مزہ یہ ہے کہ ہر چٹکی کا زخم نیا مزہ دیتا ہی اعجاز مسیحائی انکے دست قدرت مین ہی - جو بات کسی کے وہم مین نہ ہو وہ انکی طبیعت مین ہی - عاشقانہ رنگ انپر ختم ہی ہر شعر کا نیا انداز ہی - یارب یہ شعر ہی کہ اعجاز ہی - ایک ایک شعر عاشقان خستہ جگر کا ایمان - ایک ایک بیت بیدلان آشفتہ سر کی جان - ایک ایک شعر فصاحت کا خزینہ - ایک ایک شعر لطافت کا گنجینہ - ہر شعر مین شوخی کوٹ کوٹ کر بھری ہی - ہر فرد مین انداز حور و پری ہی مذاق اسطرح دل مین گڈ گڈ اتا ہی جسطرح شوخ و طناز معشوق دل لبھاتا ہی - بلا کی شوخی ہی غضب کی رنگینی ہی ستم کی شرارت ہی قہر کی بھبتی ہی - جو شعر سنتا ہی انہین کا نام لیتا ہی - جو غزل سنتا ہی دل تھام لیتا ہی - ہر شعر کا نیا انداز نیا ٹھاٹھ ہی اور پھر لطف یہ ہی کہ شاعری کے مراتب خوب ملحوظ - تمام کلام سرقہ سے پاک - ایسا شوخ و بیباک کہ معشوق ستم ظریف کی باتون کا مزا آتے غزل کہی تو نور کے سانچے مین ڈھلی ہوئی قصیدہ کہا تو عالم بالا سے بلند - مثنوی کہی تو ایسی سبحان اللہ جسنے سنا انہین کا کلمہ پڑھنے لگا - انکے کلام کو سحر سامری کہون تو بے ادبی ہی اس لئے سحر حلال کہتا ہون لیکن تعریف کا حق ادا نہین کر سکتا - اللہ رے طلاقت - واہ رے فصاحت - مصرعہ ہی کہ ابروی دلدار شعر ہی کہ معشوق کا سنگھار - طبیعت مین بلا کی روانی ذہن مین ستم کی جولانی - ہر شعر مین معشوق کی ادا ہر بیت مین

مندرجہ ذیل کتابین الیس ابن علی منیجر اخبار نیر اعظم مراد آباد سے طلب کیجیے

کلمات طیبات - ایک ضخیم مجموعہ مکتوبات کا سلیس زبان فارسی مین چھپکر تیار ہوا ہے مکتوبات کیا ہین گویا تعریف کی کان معرفت کی جان مسلمانون کے ایمان کے لیے ایک خزانہ ہے اس مین حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی - حضرت میرزا مظہر جانجانان شہید قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی و حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم کے صرف مکتوبات ہی نہین بلکہ علاوہ طول طویل مکتوبات کے ملفوظات اور نصائح اور وصایا اور کلمات قدسیہ وغیرہ کا بھی ذخیرہ ہے - آخر مین ترجمہ اسرار [illegible] رہبر الطالبین شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہم کا ضم کیا گیا ہے قیمت صرف ([illegible])

مظہر عرفان - یعنی مفصل سوانح عمری حضرت خواجہ **معین الدین چشتی** اجمیری - یہ کتاب سلیس اردو مین ہے اس مین حضرت کے ذکر خوارق اور اقوال - اوراد و وظائف وغیرہ سب کچھ ہین اور لطف یہ ہے کہ حضرت موصوف کے تمام مرشدین و مریدین کی سوانح عمریان بھی مختصر طور پر حاشیہ پر درج ہین اور اخیر مین حضرت کی منقبتین نہایت عمدہ نظم کلام کی قیمت صرف ۲ **تائید الاسلام** - رسالہ رد بحر مین جاری ہو اسکے مختلف نمبر موجود ہین جنکے مطالب کی خوبی دیکھنے سے ظاہر ہے قیمت ۲ **نالہ بسمل** حضرت بلال کے مشہور قصہ کو نہایت عمدگی سے نظم کیا ہے جسکو مولود خوان اور اہل محبت عزیز رکھتے ہین قیمت ۲ **سوانح عمری** ڈاکٹر انندی بائی جوشی - یہ ایک نامدار عورت کی دلچسپ سوانح اور اسکے امریکا کے سفر کا آئینہ اور اسکی عمدہ کوششون کا سچا فوٹو ہے تمام مہذب دنیا اسکے نام سے واقف ہے مہذب اشخاص کو اسکے ملاحظہ کی ضرورت ہے ۱۲ **مثنوی فریاد داغ** - نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی کی مشہور مثنوی ہے قابل دید ہے قیمت ۸ **مثنوی** جانستان گورنمنٹ اسکول مراد آباد کے دو طالب علمون کے عشق کا سچا قصہ ہے گلزار نسیم کی بحر مین ہے آخر مین عبرت خیز نتیجہ ہے - عاشق کا کنوین مین ڈوب کر مرنا اور اسکے اصلی خطوط دل پر اثر کرتے ہین رنگین کاغذ پر باتصویر چھاپی گئی ہے قیمت ۲ **رسالہ حفظ صحت** - اردو رسالہ تعلیم طلبا کے لیے نہایت مفید ہے قیمت ۱ **اسرار قدرت** عجائبات فلکی کے بیان مین قیمت ۳ **نظارہ عالم** علم ہیئت مین قیمت [illegible]

رسالہ میر زاہد مع غلام یحیی دیسی کاغذ [illegible] **بدر الدجی** شرح نور الہدی ڈمی کاغذ [illegible]

دیوان مخزون مع دو اسوخت و مثنوی بالکل نیر درخشندہ ہے مضامین کی خوبی دیکھنے سے تعلق ہے قیمت [illegible]

رسالہ رد شراب خانہ خراب قیمت ۳ **عقائد شمسی** یعنی ترجمہ نسفی و شرح نسفی - علم کلام مین [illegible] زیر طبع ہے قیمت پیشگی [illegible] **گلزار داغ** - نواب میرزا خان صاحب داغ کا پہلا دیوان قیمت [illegible] **لفافے و کاغذ** خوشنما بیل بوٹے دار نفیس تصاویر بھی ہوئی ہین قیمت کاغذ سنہری [illegible] فیصد ([illegible]) لفافے سنہری فیصد ([illegible]) **کاغذ** سیاہ چھپے ہوئے فیصد ([illegible]) لفافے سیاہ چھپے ہوئے ۱۲ **عقل کل** ۲ جلدون مین **شگوفہ صنعت** دوسری جلد **غنچہ حرفت** بالتصویر ۲ تیسری جلد **گلدستہ حرفت** بالتصویر ۲ چوتھی جلد **گلزار صنعت** بالتصویر ۲ نوین جلد **سیر افلاک** مع نقشہ جات فلکی ۲ **جنگ** اجنادین و فتح دمشق ۲

اطلاع

جو کہ حق تصنیف مثنوی ہذا اعتبار مصنف صاحب نے راقم نیر اعظم کو ہبہ فرمایا ہے لہذا اسکی رجسٹری بموجب ایکٹ نمبر [illegible] داخل دفتر گورنمنٹ کرا دی گئی ہے اور بلا اجازت تحریری [illegible] کوئی صاحب طبع کا قصد نہ فرمائین ورنہ نقصان اٹھائینگے

العبد [illegible] مالک اخبار نیر اعظم مراد آباد

[illegible]

نازکی سے قدم اپنا اٹھاتے ہیں کیونکر — میرے دل میں اگر آئیں بھی تو وہ ہیں کیونکر

دیکھ کر مجمع عشاق وہ ہوتے ڈر کر — مجھکو چھوڑ گئی الہی یہ بلا ہیں کیونکر

نہیں ناوک ہیں جو ہی نگاہ کی چھری — دل میں چبھتی ہیں وہ نظریں ادا

ہمکو آتی ہیں جو انداز وفا کیا حاصل — وہ نہیں سیکھتے ہم انکو سکھائیں کیونکر

مست کے ہاتھ لگے جز تو کب چھپتی ہے — دلکو چھوڑیں تری مستانہ ادا

دل ہی پہلو میں نہیں لیجے کی قیمت کیا دیر — مال جب پاس نہ ہو مول لگائیں کیونکر

غیر بھی ساتھ ہی سایہ کی طرح رہتے ہیں — اپنی آنکھیں تری قدموں پہ بچھا

جور کے واسطے ہی تاب و تواں ہی درکار — ہوئے نازک وہ مرے دلکو ستا

تمام سے گلہ ہمیں صبح شب وصل کی ہے — وہ اگر جائیں تو ہم آپ میں آ

عمر کا اپنی گھٹانا تو بہت آساں ہے — غصہ بڑھ جائے تمہارا تو گھٹ

کچھ ٹھکانا ہی ہے اس بے سر و سامانی کا — کسطرح کونسی دن ان کو

چھیڑ سے وہ تو خفا ہو گئے اب فکر یہ ہے — کہ منا کر انہیں ہم عید منائیں

وعدہ سچا ہی (بھی) یہ تو بتا دو ہمکو — ہم تمہیں حشر کو دن ڈھونڈھنے میں

مجھکو دنیا کی نہیں فکر سمجھ اے داغ — دل لگی کی ہے جگہ دل نہ لگ

کیفیتِ خوابِ پریشاں کی نہ پوچھو ہمسے
کسکو دیکھا ہے کہاں نام بتائیں کیونکر

بعد میرے وہ رقیبوں میں بہل جائینگے
یاد آئیں گی انھیں میری وفائیں کیونکر

مہربانی تو کرو پھر یہ تماشا دیکھو
جو دغا دار ہیں کرتے ہیں وفائیں کیونکر

رازِ دل گر نہ کہیں اپنی زبانسے ہاہیں
مُہر ہم چشمِ سخنگو پہ لگائیں کیونکر

مہرباں ہو کے ستمگر وہ ہوئے جاتے ہیں
پھر لیں عرش سے ہم اپنی دعائیں کیونکر

ایک نظر دیکھتے ہی انکو گئے ہوش و حواس
کھوئے جاتے ہوں جو اپنے انھیں پائیں کیونکر

توبہ کرتے ہیں کہیں ایسی طبیعت والے
حضرتِ داغ قسمِ عشق کی کھائیں کیونکر

سیرِ فصلِ بہار کرتے ہیں
پیچھے بادہ خوار کرتے ہیں

ہم انہیں جی سے پیار کرتے ہیں
وہ کہاں اعتبار کرتے ہیں

دل ہمارا نہ لیں بتِ کافر
نذرِ پروردگار کرتے ہیں

منتظر ہیں مرے جنازے کے
وہ مرا انتظار کرتے ہیں

غیر کی بات اور جھوٹی بات
آپ ہی اعتبار کرتے ہیں

دلربا بھی ہو دل بھی ہو معشوق
ہم تو دونوں کو پیار کرتے ہیں

گذرتے ہیں عاشقِ جانباز
کام جو اختیار کرتے ہیں

نہیں ساقی وہ بادہ کس حلکر
لطف سے کاشت کار کرتے ہیں

کیا مٹائیں گے وہ نشان میرا
کیوں تلاشِ مزار کرتے ہیں

جان چھینی کسی کا دل لوٹا
وہ نہیں لوٹ مار کرتے ہیں

ہے یہی بات اپنی انکے سیاہ تھے
شکوے دو تین چار کرتے ہیں

ان سے جب تک نہیں ملتے
جن کو امیدوار کرتے ہیں

دلکی بالیدگی سے دل خوش ہو
ایک کو ہم ہزار کرتے ہیں

ناوکِ ناز سے سرِ بازار
وہ دلوں کا شکار کرتے ہیں

پہلے مجھہ کو انہوں نے قتل کیا
اب طوافِ مزار کرتے ہیں

حال جب پوچھتا ہے مجھسے کوئی
نالہ بے اختیار کرتے ہیں

میرے مطلب ہی کی نہیں کہتے
یوں وہ باتیں ہزار کرتے ہیں

چھینٹے دیکر انگلی ابلہ پہ وہ
مست کو ہوشیار کرتے ہیں

داغ ہم خوش نصیب ہیں جنکی قدر
آصفِ نامدار کرتے ہیں

عشق میں دل نہیں حواس نہیں
ایسے رہتے ہیں اپنے پاس نہیں

جیتے جی سمجھا کیا کوئی کوشش
پھر کے جانا کون گلا سکا نہیں

مجھکو ان سے ہے احتمال وفا
نہ غلط ہو مرا قیاس نہیں

زہر کھاتے ہیں تنگ آکر ہم
یہ دوا آئے دلکو راس نہیں

کیسے جاتے تو ہیں یہ دہر کا ہے
ہم نہ سمجھیں خدا کے پاس نہیں

ستیاناس محبت کا ہو
شیشہ ٹوٹا کہیں گلاس نہیں

دلکے گوشوں میں وہ جو مہماں ہیں
عاشقی میں نہ وہ ہراس نہیں

آ گئے پانچدن میں کتنے ہو
پانچدن کے نہوں پچاس کہیں

دلکی مرادوں کی یہ بہواریوں
عاشقی میں نہ وہ ہراس نہیں

اسکو کہتے لوگ مجھہ ناشکن
ٹوٹ جائے نہ اپنی آس نہیں

جو نہ کہنی تھی نہیں مجھکو وہ یا نہیں | غیر سے ہو کے بد حواس کہیں
شہر دشمن نہیں ترے عاشق | کہیں دشمن انیس ہو مجالس نہیں
بادۂ عاشقی ملا ہے مجھے | تنگ تر ہو نہ یہ لباس کہیں
قطرہ قطرہ پلا نہ اے ساقی | اوس سے بھی بجھی ہے پیاس کہیں

بزم میں داغ گر نہیں تو نہ ہو
بیٹھا ہو گا وہ آس پاس کہیں

دل میں جا کر آتشِ غم سے جھلس گئے | مانند ابر ان پہ نہ آنسو برس گئے
جب سے آ کے وہ میں دس آئے دس گئے | اتنا مگر ہے فرق کہ پہلے وہ بس گئے
جس وقت مر گئے تو یہ کام سامان کر لیا | کچھ یاد دل آسمان پر اگر برس گئے
گھر کے کھرے کی عشق میں پہچان ہو گئی | اچھے ہم امتحاں کی کسوٹی پہ کس گئے
دل تنگ تر ہے ہجوم غم و رنج بے شمار | اس گھر میں جتنے آئے تھے یار وہ بس گئے
رہبر ہو سے فرطِ شوق میں پیچھا رہا قافلہ | ہم آ گئے آگے مثل صدائے جرس گئے
کیوں آشیاں نہ آتش گل نے جلا دیا | برباد عندلیب کے سب خار و خس گئے
میدان امتحاں میں نہ ٹھہرا اور کوئی | گو آ کے موقعہ بہت اہل ہوس گئے
لکھیں جو اور کچھ یہ ہماری مجال کیا | اتنا ہی لکھ کے بھیجا کہ ہم ترس گئے
میں خوفِ محتسب سے نکلتا تھا کیا کروں | دل ہی میں مر کے کی حسرتیں خون و جھلس گئے

اب آ کے آسماں کی بزم ہے ان کا پتا نہیں
کیا جانے یار داغ کس آفت میں پھنس گئے